نمبر ۱۴۶	مورخہ ۸ جون ۱۹۳۳ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۳ صفر ۱۳۵۲ھ	جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معہ خدام ۵ جون رات کے دس بجے بذریعہ موٹر لاہور سے واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت کے متعلق ۶ جون بوقت تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ گزشتہ دو دن تو حضور کی صحت اچھی رہی۔ اور آج صبح بھی اچھی تھی۔ لیکن دوپہر کے وقت پیچش۔ اور بواسیر کی شکایت ہو گئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب بھی لاہور سے واپس آ گئے ہیں۔

۵ جون بعد نماز مغرب پنڈوری میں ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا جس میں مہاشہ محمد عمر صاحب۔ گیانی محمد دین صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب نے ہندو قوم کے مظالم اچھوتوں پر۔ اچھوتوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ اور بغیر اسلام کے اچھوت ترقی نہیں کر سکتے۔ کے موضوع پر تقاریر کیں۔ پانسو کے قریب حاضری تھی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ مغز کو قبول کرتا ہے

"اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا۔ ولکن ینالہ التقویٰ۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔

حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے۔ یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آ سکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی فرمایا۔ قرآن شریف میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

یہودی بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر ان میں نہیں آئے تھے۔ مگر اس پیغمبر زادگی نے ان کو کیا فائدہ پہونچایا۔ اگر ان کے اعمال اچھے ہوتے۔ تو وہ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالیٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے۔ بعض اوقات انسان کو تکبر نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ میں اسی سے نجات پاؤنگا۔ جو بالکل خیال خام ہے۔ کبیر کہتا ہے۔ کہ اچھا ہوا۔ ہم نے چاروں کے گھر جنم لیا۔

کبیر اچھا ہوا ہم نیچے بھلے سب کو کریں سلام

خدا تعالیٰ وفاداری اور صدق کو پیار کرتا ہے۔ اور اعمال صالحہ کو چاہتا ہے۔ لاف و گزاف اسے راضی نہیں کر سکتے"۔ (الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۲ء)

۵ جون۔ بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مولوی عبدالعزیز صاحب ساکن بھینی شرقپور نے ذکر حبیب پر تقریر کی۔

الجماعة الاحمدیۃ فی الاقطار العربیۃ

نومبایعین

گزشتہ رپورٹ کے بعد آج تک مندرجہ ذیل اصحاب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔ (۱) السید لقمان افندی محمد لقمان۔ قاہرہ آپ ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور مصری اخبارات کے باقاعدہ مضمون نویس ہیں۔ آپ کی وجہ سے کئی اخبارات میں سلسلہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ (۲) السید صالح محمد ساکن موضع ام الفحم فلسطین آپ ایک متدین اور مالدار زمیندار ہیں (۳) السید مصطفےٰ داؤد آپ بھی ام الفحم کے باشندہ ہیں۔ معمر اور دینی شوق رکھتے ہیں (۴) السید محمد سعید السوری۔ آپ کبابیر کے نوجوان ہیں۔ (۵) محمود ابراہیم الرامی۔ (۶) احمد افندی علام۔ تجدید بیعت کی ہے (۷) محمد علی فلاسب (۸) نجیب عزرا افندی بکرلی۔ السید محمد ابن الشیخ یوسف الشریدی۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے۔ اور اخلاص اور خدمت دین کی توفیق بخشے ؛

انفرادی تبلیغ

عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۴۹۰ اشخاص کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی ہے جن میں مسلمان۔ مسیحی۔ یہودی۔ اور بہائی شامل ہیں۔ احباب جماعت نے بھی انفرادی تبلیغ میں خوب حصہ لیا ہے۔ حیفا۔ قاہرہ۔ حمص دمشق۔ بغداد۔ کبابیر۔ اور برجا وغیرہ مقامات کے اصحاب نے تبلیغ کو پہلے سے وسعت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین ؛

مباحثات و ملاقاتیں

قیام قاہرہ کے دوران میں متعدد علماء و مشائخ سے مباحثے ہوئے ازہر کے ایک متخصص سے بھی دیگر علماء اور اصحاب جماعت کے سامنے مسئلہ ختم نبوت پر کامیاب مناظرہ ہوا۔ دوسرے دن وفات مسیح پر مناظرہ مقرر تھا۔ شرائط طے ہو چکے تھے۔ مگر وہ اپنی کمزوری کو خوب محسوس کر چکے تھے۔ اس لئے اس مناظرہ کے لئے بالکل نہ آئے۔ علاوہ ازیں مختلف اوقات میں مختلف طلباء ازہر گریجوایٹ اصحاب سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام ملاقاتوں کا اچھا اثر رہا۔ اخبارات کے ایڈیٹروں اور پارلیمنٹ مصر کے ایک معزز ممبر اور کالجوں کے طلباء تک پیغام حق پہنچایا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ دنیا پیاسی ہے۔ اور ہدایت کی محتاج۔ تو تعلیم یافتہ لوگ دقیانوسی علماء کی خرافات اور غلط تفاسیر سے تنگ آ چکے ہیں۔ اور بجز احمدیت کے دنیا کے مرض کا کوئی علاج نہیں۔ ایک دن میں مکرمی شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے ہمراہ مصر کے مشہور مفسر قرآن شیخ طنطاوی جوہری کو ملنے گیا۔ آپ نئی روشنی کے نکتہ سنج عالم ہیں۔ اس ذکر پر کہ احمدیت انسان کو کیا دیتی ہے۔ تفسیر قرآن کے صحیح علم کا ذکر تھا۔ میں نے اتفاقاً واذا النفوس زوجت کی تفسیر بیان کی جس پر بے ساختہ بول اٹھے۔ کہ میں نے بارہا اس آیت کو پڑھا ہے مگر سمجھا یہ ہے۔ کہ یہ آیت مجھ پر صرف اس وقت نازل ہوئی۔ اسی طرح قاہرہ کے مشہور صوفی ابو العزائم صاحب سے ملاقات کی۔ آپ احمدیت سے بہت محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنے مریدوں کے حلقہ میں بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نہایت عقیدت سے ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ایک پادری کا فرار

ایک پادری ایلیا نامی ملاقات کے لئے آیا۔ اور اپنے ساتھ مسیحیوں کا ایک جتھہ بھی لایا۔ عیسائی نوجوانوں کی درخواست پر قرار پایا۔ کہ اتوار کے روز میں ان کے مکان پر اسلام کے فضائل بیان کر کے ان کو اسلام کی دعوت دوں۔ پھر پادری صاحب اپنے اعتراضات پیش کریں۔ جن کے جواب دیئے جائیں۔ تین دن کے بعد پادری صاحب نے کہلا بھیجا۔ کہ ہم اس کے لئے تیار نہیں۔ آپ نہ آئیں۔ اس پر میں دو دوستوں کے ہمراہ ان کے مکان پر گیا۔ اور تمام حاضرین کے سامنے ان کو اس معقول اور تسلیم شدہ طریق پر گفتگو کے لئے ہر طرح آمادہ کرنا چاہا۔ آخر مناظرہ کی کھلی دعوت دی۔ یہ بھی کہا۔ کہ تم کوئی پادری نکالو۔ جو بذریعہ قبولیت دعا احمدیوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔ مگر ان کی طرف سے عجز و بے چارگی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس واقعہ سے مسیحی حاضرین پر بھی خاص اثر تھا ؛

یوم التبلیغ

۵ مارچ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق جماعتہائے احمدیہ بلاد عربیہ نے یوم التبلیغ منایا۔ جماعت قاہرہ کے قریباً تمام افراد نے اس دن تبلیغ کی۔ خاکسار نے ایک سولہ صفحہ کا ٹریکٹ "بشارات التوراۃ والانجیل عن سید الخلق سلیل اسمٰعیل" کے عنوان سے لکھ کر دو ہزار شائع کیا۔ اور احباب جماعت نے گلیوں اور سڑکوں پر دن بھر تقسیم کیا۔ بذریعہ ڈاک بھی بھیجا گیا۔ دوسرے ملکوں میں بھی ارسال کیا گیا۔ اس ٹریکٹ کو پڑھ کر ایک قبطی پادری ملنے کے لئے آیا۔ اور قرآن مجید پر بعض سوال کئے جوابات سن کر خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ قرآن مجید کی صحیح تفسیر کی دنیا کو ضرورت ہے ؛

البشارۃ الاسلامیہ الاحمدیہ

یکم جنوری ۱۹۳۲ء سے اس رسالہ کا دوسرا سال شروع ہو گیا ہے۔

احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی

تمام جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی میں نفری کی کمی کی وجہ سے نئے ریکروٹوں کی ضرورت ہے۔ جو بارہ جولائی ۱۹۳۲ء تک پوری ہو جانی چاہیئے۔ اس وقت تک عملی طور پر صرف ضلع گورداسپور جالندھر سیالکوٹ کی جماعتوں نے اس میں حصہ لیا ہے۔ اور پنجاب کی باقی جماعتوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ جماعت میں فوجی روح پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ضلع کی جماعتیں اس میں حصہ لیں۔ اور ایسے ہوشیار نوجوان بھرتی ہونے کے لئے پیش کریں۔ جو اپنی اپنی جماعت میں واپس جا کر مفید کام کر سکیں ؛

ضروری بھرتی صرف ضلع گورداسپور کی احمدیہ جماعتیں پوری کر سکتی ہیں۔ مگر اس طرح باقی جماعتیں اس خدمت سے محروم رہ جائیں گی۔ شہری جماعتوں کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت تک شہری جماعتوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ریکروٹوں کی عمر اٹھارہ سے چوبیس سال کے اندر ہونی ضروری ہے۔ عام صحت اچھی ہو۔ اور آنکھوں میں کوئی نقص نہ ہو۔ اس کے علاوہ اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ کسی ریکروٹ کا قد اور چھاتی نیچے دیئے ہوئے درجہ سے کم نہ ہو ؛

قد۔ پانچ فٹ۔ پانچ انچ

چھاتی۔ اکیس سال سے کم عمر کے ریکروٹوں کی ۳۳ ۱/۲ انچ زیادہ سے زیادہ ۳۴ ۱/۲ سانس بھرنے سے چھاتی کم از کم دو انچ اور بڑھ جانی چاہیئے

بھرتی ہونے والے ریکروٹوں کا باقاعدہ طبی معائنہ گیارہ جولائی ۱۹۳۲ء کو قادیان میں ہوگا۔ مگر آنے سے پہلے اس بات کو دیکھ لیا جائے۔ کہ کوئی شخص جو اس ماپ پر پورا نہیں اترتا۔ وہ تو نہیں آ رہا کمانڈنگ افسر ۱۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ بارہ جولائی ۱۹۳۲ء کو تین درجن ریکروٹوں کا معائنہ کرنے کے لئے قادیان آئیں گے جماعتیں اس امر کی طرف فوری توجہ کریں۔ اور مجھے بھرتی ہونے والے دوستوں کے نام سے مطلع کریں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۲ء کو باہر سے آنے والے تمام دوست قادیان پہنچ جائیں ؛

جماعت شہر لاہور کو اس امر کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اس نے آج تک اس امر کی طرف توجہ نہیں کی ؛

خاکسار

مرزا شریف احمد۔ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

397

الفضل

نمبر ۱۴۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ رجون ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

گاندھی جی کے برت کی حقیقت

کیا برت رکھنے کا مقصد پورا ہو گیا؟

برت کی کامیابی یا ناکامی

گاندھی جی نے ۲۱۔روز کے لئے فاقہ کشی اختیار کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی۔ کہ چھوت چھات کی خرابی کو دور کرنے کیلئے انہیں آتمک شدھی (روحانی پاکیزگی) کی ضرورت ہے۔ اور آتم شدھی محض برت رکھنے اور پرارتھنا کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اب جبکہ ان کا برت ختم ہو چکا ہے۔ اس بات کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں۔ کہ انہیں کس حد تک آتمک شدھی حاصل ہوئی۔ کیونکہ چھوت چھات کی خرابی کے دور ہونے یا قائم رہنے سے اس کا فیصلہ بآسانی ہوسکتا ہے۔ لیکن ان کے پیرو بجائے اس کے کہ ان کے برت کی کامیابی۔ اور ان کی آتمک شدھی کے ثبوت میں کوئی ایسی بات پیش کریں جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ چھوت چھات کی جس خرابی کو دور کرنے کے لئے انہوں نے برت رکھا تھا۔ وہ دور ہو گئی ہے۔ یا کم از کم اس کے دور ہونے کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ گاندھی جی کے ۲۱۔روز کے فاقہ کے بعد زندہ رہنے کو ہی ان کی کامیابی۔ اور ان کی روحانی فتح قرار دے رہے ہیں۔ اور یہ ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں۔ کہ

"مہاتما گاندھی کے برت کی کامیابی اس کفر و الحاد کے زمانہ میں غنیمت ہے" "مادے پر روحانیت کی لاثانی فتح ہوئی ہے" "جس طرح خدا نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لڑکے کو قربانی سے بچایا تھا۔ اسی طرح پرماتما نے آپ کو اس کڑی آزمائش سے نکال لیا ہے" (پرتاپ ۱۳ رمئی)

حالانکہ ۲۱۔روز کی فاقہ کشی اور پھر ان حالات اور انتظامات میں فاقہ کشی جو گاندھی جی کے لئے مہیا کئے گئے۔ کوئی ایسی بات نہیں جسے کسی لحاظ سے بھی کسی قسم کی اہمیت دی جا سکے۔ اور یہ سمجھا جائے۔ کہ گاندھی جی اپنے آتمک بل

کتنے دن تک انسان بھوکا رہ سکتا ہے

(روحانی طاقت کی وجہ سے زندہ رہے ہیں)

گزشتہ سال جب گاندھی جی نے برت رکھنے کا اعلان کیا۔ تو پروفیسر اے جے کارلسن نے جو شکاگو یونیورسٹی میں فزیالوجی کے پروفیسر ہیں اپنے تجربات کی بناء پر یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر ایک آدمی تندرست ہو۔ تو ۵۰ سے ۷۵ دن تک بھوکا رہ سکتا ہے بشرطیکہ اس عرصہ میں اسے کسی قسم کی جسمانی یا دماغی محنت نہ کرنی پڑے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ برت رکھتے وقت گاندھی جی بالکل تندرست تھے۔ اور دوران برت میں وہ ہر قسم کی جسمانی یا دماغی محنت کرنے سے معطل رہے۔ چنانچہ پونا کے روزانہ اخبار "کیسری" نے لکھا تھا۔ کہ گاندھی جی کا "لکھنا۔ پڑھنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا سب بند ہے" (پرتاپ مئی)

فاقہ کشی کی عادت

پھر وہ فاقہ کشی کے عادی ہیں۔ اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ خود ہندو اخبارات کا شائع کیا ہوا موجود ہے۔ کہ

"اگر انسان برت رکھنے کا عادی ہو۔ جیسا کہ گاندھی جی ہیں۔ تو وہ زیادہ عرصہ تک برت رکھ سکتا ہے"

(ملاپ ۱۴۔مئی ۱۹۳۳ء)

اس طرح گویا گاندھی جی کے لئے اور بھی سہولت۔ اور آسانی تھی۔

تین ہفتہ کا برت معمولی بات ہے

گاندھی جی کے بارے میں اگر کوئی بات پیش کی جا سکتی ہے تو وہ یہ کہ گو فاقہ کشی کے عادی ہیں۔ لیکن پہلے کی نسبت چونکہ کمزور اور بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب ان کا برت رکھنا غیر معمولی نوعیت رکھتا ہے۔ لیکن اس کے متعلق بھی بمبئی کے اخبار

میں ڈاکٹروں کی یہ رائے شائع ہو چکی ہے کہ

"تین ہفتہ کا برت کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ اور کمزور اور بوڑھے آدمی بھی اتنے عرصہ کا برت دھارن کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مناسب اور ضروری احتیاط سے کام لیں"

"۲۰ سے ۴۰ دن کے برت کئی لوگوں نے رکھے ہیں بعض حالتوں میں تو برت کا عرصہ ۹۰ دن تک پہونچ گیا۔ اس لئے تین ہفتوں کا برت کوئی ایسی چیز نہیں جس سے کسی قسم کی تشویش ہو۔ اور پھر مہاتما گاندھی تو برت۔ ... کے طریقوں سے ... (... ۱۲ رمئی)

اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ گاندھی جی کے برت کے دوران ... سامان مہیا کرنے کے ... سے کام لیا گیا۔ اور جتنا احتیاط ... میں ان کے برت کو کوئی اہمیت دی ... نہیں۔ پس ان حالات ...

۷۲۔دن کا برت

پھر اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ کہ کئی لوگوں نے گاندھی جی سے بہت زیادہ عرصہ فاقہ کشی کی۔ اور ہر قسم کے سامان آسائش و آرام سے محروم ہوتے ہوئے۔ بلکہ سخت تکلیف دہ حالت میں قید گذارتے ہوئے کی۔ چنانچہ کارک (آئرلینڈ) کے میئر میکسوینی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے ۷۲۔دن تک برت رکھا۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر انہیں جیل میں جبری خوراک نہ دی جاتی تو یقیناً ان کی زندگی ۷۲۔دن کے بعد ختم نہ ہوتی۔ بلکہ اور بھی آگے چلتی۔ ظاہر ہے کہ میکسوینی کے برت کا عرصہ گاندھی جی کے برت کی نسبت تین گنا سے بھی زیادہ ہے۔ پھر گاندھی جی۔ اور میکسوینی کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ گاندھی جی کے لئے آرام و راحت کا ہر ممکن سامان مہیا کیا گیا۔ دنیا کی بہترین مقویات دی گئیں۔ ڈاکٹروں کی ایک جمعیت دن رات ان کو تازہ سے تازہ قوت پہونچاتی رہی۔ لیکن ان کے مقابلہ میں میکسوینی کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ اس وقت جیل میں بند تھا۔ جہاں آرام و آسائش کا تو ذکر ہی کیا۔ ہوا۔ روشنی۔ گرمی اور نیند وغیرہ کے متعلق بھی جن پر انسانی زندگی کا بہت کچھ انحصار ہے۔ کوئی خاص سہولتیں مہیا نہیں تھیں۔ اس تفاوت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ازراہ انصاف دیکھا جائے۔ تو فاقہ کشی کے بارے میں میکسوینی کو گاندھی جی پر یقیناً فضیلت اور بہت بڑی فضیلت نظر آتی ہے

۶۱۔دن کا برت

اور بھی کئی ایک مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ایک قریبی عرصہ کی مثال اور وہ بھی ہندوستان کی مثال خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں لاہور کے مقدمہ سازش کے ایک بنگالی ملزم جتندر ناتھ داس نے ۶۱۔دن کے برت کے بعد جان دی تھی۔ اس نے بھی جیل خانہ میں فاقہ کشی شروع کی تھی۔

۲۱-دن کے برت کے بعد

ایک ڈاکٹر ہینڈ کٹ نے تجربۃً ایک شخص کو ۳۱-دن تک برت رکھایا۔ ”پرتاپ“ ۱۴-مئی کا بیان ہے۔ کہ

”۳۱-دن کے بعد اس میں اتنی طاقت تھی۔ کہ اس نے ۳۰ منٹ تک تقریر کی۔ دوڑ کر کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اور ناچتا رہا۔ صرف اس کے وزن میں کچھ کمی ہوگئی“

ان مثالوں کے ہوتے ہوئے گاندھی جی کے ۲۱-روزہ برت کی جو حقیقت رہ جاتی ہے۔ وہ ظاہر ہے:-

گاندھی جی کے لئے فرانس کا پانی

(پرتاپ ۱۴-مئی)

”پھر ڈاکٹروں کا فیصلہ ہے۔ کہ [illegible] زیادہ دیر تک زندہ رہنے کی نے نہ صرف عام پانی کثرت [illegible] غیر ملکی اشیاء استعمال نہ کرنے کے متعلق اپنے [illegible] کی پرواہ نہ کرتے ہوئے فرانس کے ایک خاص چشمہ کا پانی ”وچی واٹر“ جو بہت مقوی اور طاقت ور سمجھا جاتا ہے اور جو گراں قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ پیتے رہے آخر جب یہ معلوم ہوا۔ کہ پونا کے قریب ایک پہاڑی چشمہ کا پانی ان کے لئے وچی واٹر سے بھی اچھا۔ اور مفید ہے۔ تو اسے استعمال کرنے لگ گئے“ (پرتاپ ۲۴-مئی)

دوائیوں کا استعمال

اور یہ تو انہوں نے ابتداء میں ہی کہہ دیا تھا۔ کہ

”اگر ضرورت ہوئی۔ تو دوائی بھی جو ڈاکٹر تجویز کریں گے استعمال کر لیا کروں گا“ (پرتاپ ۱۲-مئی)

کون نہیں جانتا کہ ایسی مقوی اور طاقت دینے والی دوائیاں بکثرت مل سکتی ہیں۔ جو عام خوراک کی نسبت بہت زیادہ قوت پیدا کر دیتی ہیں۔ اور وہ استعمال کی جاتی رہیں۔ چنانچہ برت کے پانچویں ہی دن ان کے متعلق جو اعلان کیا گیا۔ اس میں مذکور تھا۔

”کوئی غیر واجب پیچیدگی ایسی نہیں۔ جس کے باعث تشویش پیدا ہو۔ مہاتما جی ڈاکٹروں کے مشورہ پر عمل کر رہے ہیں سر دست مہاتما جی آرام فرما رہے ہیں۔ دن کے وقت حسب ضرورت آپ کو مالش کی جائے گی۔ اور آپ کا ضروری علاج کیا جائے گا“ (ملاپ ۱۴-مئی)

مالش کے ذریعہ طاقت

مقوی اشیاء کی مالش جس طرح ہر کمزور سے کمزور انسان کو بہت طاقت پہنچاتی ہے۔ اسی طرح گاندھی جی کو اس سے خاص طاقت حاصل ہوتی رہی۔ چنانچہ ۲۴-مئی کو ان کے متعلق جو اعلان کیا گیا۔ اس میں صاف طور پر یہ ذکر موجود تھا۔ کہ

”مالش کی وجہ سے ان کے جسم میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کل رات انہیں بہت کمزور دیکھ کر مالش کرنے والے نے اس خیال سے کہ مبادا انہیں تکلیف ہو۔ پوری مالش نہ کی لیکن آج انہوں نے خود مالش کرنے والوں کو ہدایت کی۔ کہ پوری مالش کریں“ (پرتاپ ۲۶-مئی)

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مالش سے انہیں کس قدر طاقت حاصل ہوتی رہی۔ اور وہ خود اس طریق سے طاقت حاصل کرنے کے کتنے خواہشمند تھے۔

گاندھی جی کے پاس رہنے والے ایک شخص کا اعلان

غرض طاقت پہنچانے کا ہر ممکن طریق اختیار کیا گیا۔ اور [illegible] بنگالی کرنا تھدہ فری پریس کو یہ بیان دیا۔ کہ

”مہاتما جی کے برت کی اہمیت کو ساز و سامان نے کم کر دیا ہے مثلاً وچی واٹر۔ ڈاکٹروں کی فوج۔ میڈیکل بورڈ کے معائنے۔ اخبارات کی رپورٹیں وغیرہ تمام نے بہت کچھ نقصان پہنچا رہا ہے“ (ملاپ ۲۳-مئی)

ان سب امور کو پیش نظر رکھ کر بتایا جائے۔ اس قدر ساز و سامان کے ساتھ۔ اس قدر خدمت گزاروں کی موجودگی میں اتنے ڈاکٹروں کی دن رات کی جدوجہد کے بعد۔ اس قدر مقویات کا استعمال کرا کر۔ اور اس زور شور کے ساتھ تعریف و توصیف کے راگ گاتے ہوئے اگر گاندھی جی کا برت ختم کرایا گیا۔ تو کونسا قلعہ سر کر لیا گیا۔ جس پر اس قدر شور مچایا جا رہا اور اسے گاندھی جی کی رُوحانی فتح قرار دیا جا رہا ہے۔

ایک آریہ کا برت

گاندھی جی نے برت رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے اپنے پیرووں کو بڑی سختی کے ساتھ منع کیا تھا۔ کہ ان میں سے کوئی ان کی تقلید میں برت نہ رکھے۔ ممکن ہے۔ اس میں کوئی اور مصلحت بھی ہو۔ لیکن ایک مصلحت تو ظاہر ہے۔ کہ غالباً وہ سمجھتے تھے۔ اگر کسی اور نے بھی برت رکھا۔ اور ۲۱ دن کے بعد وہ بھی زندہ و سلامت رہا۔ تو ان کے برت کی کوئی وقعت نہ رہے گی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ ان کے نادان پیرووں نے ان کی اس بات کو نہ سمجھا۔ اور بعض نے ان کے ساتھ ہی برت رکھ لیا۔ اور پھر ان کے ساتھ ہی توڑا۔ چنانچہ ”پرتاپ“ (۳۱-مئی) کا بیان ہے۔ کہ

”جس دن اور جس گھڑی مہاتما گاندھی نے اپنا برت پورنیما شروع کیا۔ اسی دن اور اسی گھڑی ایک آریہ نوجوان نے جن کا نام پروفیسر دیوراج سیٹھی ایم۔ اے سابق اسسٹنٹ گورنر کورٹ کانگڑی ہے۔ لاہور میں اپنا برت شروع کیا تھا۔ انہوں نے بھی اپنا برت پورے اکیس دن کے بعد ۲۹-مئی کو دن کے بارہ بجے کھولا۔ مہاتما جی۔ اور ان کے برت میں اگر کچھ فرق ہے۔ تو وہ یہ کہ جہاں مہاتما جی نے اس عرصہ کے لئے مون برت (خموشی کا روزہ) دھارن نہ کیا تھا۔ وہاں سیٹھی جی نے یہ عہد بھی کیا تھا۔ کہ وہ ۲۱-دنوں تک کسی سے بات نہ کریں گے۔ اور انہوں نے اپنے عہد کو خوب نبھایا“

ظاہر ہے۔ کہ اس آریہ نوجوان کو فاقہ کشی کے دوران میں آرام و آسائش کے وہ سامان قطعاً حاصل نہ تھے۔ جو گاندھی جی کے لئے مہیا کئے گئے۔ بلکہ اس نے نہایت کس مپرسی کی حالت میں یہ دن گزارے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس کے برت کو گاندھی جی کے برت پر فضیلت [illegible] میں گاندھی جی سے بہت زیادہ اکمل پایا جاتا ہے۔

ایک مسلمان کہلانے والے کا برت

پھر اگر اسے بھی ہندو دھرم کی رُوحانیت کا اثر قرار دیا جائے۔ تو گاندھی جی کے اس چیلے کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ جسے ”مولانا محمد ابراہیم سابق ڈکٹیٹر پنجاب پراونشل کمیٹی لاہور“ کہا جاتا ہے۔ اور جس نے بالفاظ ”مساوات“ امرتسر (۲۹-مئی)

”مہاتما گاندھی کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہوئے اکیس روز کا برت رکھا۔ آپ کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے“

کیا گاندھی جی کے ان چیلوں نے ان کے برت کی کوئی اہمیت باقی رہنے دی ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ان کے برت کو کسی قسم کی اہمیت دینا کیونکر جائز ہے۔

برت کا فائدہ گاندھی جی کو

ہم گاندھی جی کا پورا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے افسوس کے ساتھ یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ انہوں نے جس رنگ میں فاقہ کشی اختیار کی۔ وہ بالکل بے نتیجہ بے اثر اور بے حقیقت چیز تھی۔ اس کا دم نقد جو فائدہ ان کی ذات کو پہنچا۔ وہ تو یہی تھا۔ کہ وہ برت کے دوران میں۔ اور پھر اس کے بعد کئی دن تک عضو معطل بن کر رہ گئے۔ کوئی کام کرنے کی بجائے آنکھیں بند کر کے نہ صرف خود پڑے رہے بلکہ اور بھی کئی لوگوں کو انہوں نے اپنی بے کاری میں شریک بنائے رکھا۔

اچھوتوں کو کیا فائدہ پہنچا

باقی جس غرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے برت رکھا اور جو اچھوتوں کو انسانی حقوق دلانے کی طاقت حاصل کرنا انہوں نے بیان کی تھی۔ وہ آج بھی ان سے اسی طرح دُور ہے جس طرح برت سے پہلے تھی۔ اور آئندہ بھی وہ انہیں حاصل نہ ہو سکے گی خواہ اس کے لئے کتنے برت رکھیں۔ کیونکہ جب تک ہندو دھرم دُنیا میں موجود ہے۔ جب تک اس کی مقدس کتب موجود ہیں۔ اور جب تک اس کے راسخ الاعتقاد پیرو موجود ہیں۔ اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ وہ چھوت چھات کو ترک کر دیں۔

398

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

نظام سلسلہ کی پابندی کے بغیر ترقی محال ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ جون ۱۹۳۳ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے متعلق شاعر کا یہ قول کہ

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

صادق آتا ہے۔ یہ کیفیت انسانی قلب کی کہ بعض وجوہات سے انسان ایک بات نہیں کہنا چاہتا۔ اور بعض دوسرے وجوہ سے کہنا چاہتا ہے۔ یا ایک بات اسے کہنی پڑتی ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم میں تسلیم کی گئی ہے۔ ہمارے ملک میں بعض

کہانیوں میں

اس مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ہم چھوٹے ہوتے تھے۔ اور کہانیاں سنتے تھے۔ تو اس وقت کئی بڑھی خادمائیں یہ کہانی سنایا کرتی تھیں۔ کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے آگے کتے کا گوشت پکا کر رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر اس کا بچہ جسے جادو کے زور سے کوئی حیوان بنا دیا گیا تھا۔ یہ کہتا جا رہا تھا۔ بولوں تو ماں ماری جائے نہ بولوں تو باپ کتا کھائے۔ اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ بات کروں تب بھی مشکل نہ کروں تب بھی مشکل۔

ایک امام کے لئے اپنے اتباع اور

مریدوں میں سے بعض کے عیوب

اور غلطیاں بیان کرنا ایک نہایت ہی تلخ کام ہوتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ لوگ اپنی بے وقوفی سے مجبور کر دیتے ہیں۔ کہ عیب کو بیان کیا جائے۔ زید ایک غلطی کرتا ہے۔ امام چاہتا ہے کہ اس کو چھپائے۔ یا اسے

ایک دائرہ میں محدود

رکھے۔ جس شہر میں وہ بات ہوئی ہو۔ اس سے باہر نہ نکلے۔ لیکن ایسے آدمی کے دوست اس کی تائید میں باتیں بنانے لگ جاتے ہیں۔ جس پر امام کو بھی بولنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح وہ بات نہ صرف ایک شہر سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ بلکہ تاریخ میں بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی بیوقوف دوستوں کے متعلق کسی نے کہا ہے۔ خدا مجھے میرے دوستوں سے بچائے جس شخص کو اللہ تعالےٰ معرفت اور علم بخشے۔ اسے حاکم بننے کا کبھی شوق نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داریاں کتنی وسیع ہوتی ہیں۔

حاکم بننے کا خواہشمند

ہمیشہ جاہل ہوتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص خود کسی عہدہ کا طالب ہو۔ اسے وہ عہدہ نہ دیا جائے۔ مگر جاہل لوگ جن کے دل

معرفت سے خالی

ہوتے ہیں۔ وہ کہا کرتے ہیں۔ ہمیں فلاں بات کا موقعہ کیوں نہیں دیا جاتا۔ وہ اپنے لئے مختلف مواقع کو حق تصور کرتے ہوتے اگر ان سے انہیں فائدہ اٹھانے نہ دیا جائے۔ تو کہہ دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمیں آگے بڑھنے سے روکا جاتا ہے اسی طرح بعض بے وقوف اپنے متعلق یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ فلاں کام ہم سے اچھا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس طرح ایسے لوگ بھی اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر کچھ اور لوگ ہوتے ہیں۔ ان کا یہ مقولہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں جو بھی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہوتا ہے جب تک کہ اس پر ان کی مہر ثبت ہو۔ وہ دنیا سے

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہتے ہیں مگر دراصل وہ اپنے آپ کو

خاتم الانسانیت

سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی فیصلہ ہو۔ جب تک ان کی مہر اس پر نہ لگے۔ وہ کبھی اسے صحیح تسلیم نہیں کریں گے۔ خواہ وہ خود دنیا کے جاہل ترین انسانوں میں سے کیوں نہ ہوں۔ ایسے آدمیوں کی باتوں کی بعض دفعہ پرواہ نہیں کی جاتی۔ مگر بعض دفعہ کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ عقلمندوں کو بھی اس سے ٹھوکر لگنے کا احتمال ہوتا ہے۔

میرے نوٹس میں پچھلے دنوں قادیان کے ایک واقعہ کے حالات لائے گئے۔ قادیان میں ایک نکاح ہوا۔ ایسا نکاح جو میرے نزدیک نہایت ہی ناپسندیدہ اور ہمارے

سلسلہ کے طریق کے بالکل خلاف

تھا۔ اس کے متعلق امور عامہ نے کچھ سزائیں دی ہیں۔ اور اس بارے میں میرے پاس متعدد لوگوں کی طرف سے شکایتیں پہنچی ہیں۔ ان رقعوں میں نزلہ برعضو ضعیف مے ریزد کے ماتحت امور عامہ کو سخت برا بھلا کہا گیا ہے۔ میں

نزلہ برعضو ضعیف مے ریزد

اس لئے کہتا ہوں۔ کہ وہ فیصلہ میرا تھا۔ امور عامہ کا نہیں تھا مگر دانستہ یا نادانستہ طور پر بعض لوگوں نے امور عامہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اگر وہ شکایت کرنے والے ایمان دار ہیں۔ تو بے وقوفی سے اور اگر بے ایمان ہیں۔ تو شرارت سے انہوں نے اس لئے نظارت امور عامہ کو کوسنا شروع کر دیا۔ کہ وہ براہ راست خلیفۂ وقت کو اس رنگ میں مخاطب نہیں کر سکتے تھے۔ پس انہوں نے امور عامہ کو برا کہہ کر خلیفۂ وقت کو برا بھلا کہا۔ لیکن بہرحال اگر وہ ایمان دار ہیں۔ تو بے وقوفی سے اور اگر بے ایمان ہیں۔ تو شرارت سے انہوں نے

امور عامہ پر قسم قسم کے الزام

لگائے۔ اور لکھا۔ کہ امور عامہ کے کارکن جلد بازی کرتے ہیں ظلم کرتے ہیں۔ دباؤ ڈالتے ہیں۔ دھینگا مشتی کرتے ہیں حالانکہ وہ فیصلہ کلی طور پر میرا کیا ہوا۔ اور میرا ہی لکھوایا ہوا تھا۔ ایسے آدمیوں کے متعلق یا تو میں یہ سمجھوں۔ کہ وہ سلسلہ احمدیہ کی حقیقت سے کلی طور پر ناواقف ہیں۔ اور یا مجھے معاف کریں۔ وہ

اول درجہ کے احمق

ہیں۔ یا پھر یہ ہے۔ کہ ان کے دلوں میں خلافت اور نظام سلسلہ کے متعلق کسی قسم کا ایمان باقی نہیں۔ جس امر کے متعلق وہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ دھینگا مشتی ہوئی۔ زبردستی کی گئی۔ ظلم کیا گیا۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اس

نکاح کے متعلق

تین دفعہ مجھ سے اجازت مانگی گئی۔ اور تینوں دفعہ میں نے کہا کہ یہ نکاح نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر میری

تین دفعہ کی ممانعت

کے باوجود سمال ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں چند اوباش اور آوارہ گرد لونڈوں کو اکٹھا کر کے نکاح پڑھ دیا گیا۔

خلیفہ وقت کے ایک حکم کا انکار

بھی انسان کو جماعت سے خارج کر دیتا ہے مگر یہاں یہ حالت ہے۔ کہ خلیفہ تین مرتبہ ایک بات کو دہراتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر وہی بات کر لی جاتی ہے۔ پھر یہ بے وقوف کہتے ہیں۔ ناظر امور عامہ ظالم ہے۔ کہ اس نے سزا دی۔ حالانکہ اگر ان کے اندر غیرت ہوتی اور واقعہ میں ان کے

دلوں میں ایمان

ہوتا۔ تو بجائے اس کے کہ امور عامہ یہ سزا دیتا۔ انہیں خود ایسے لوگوں کو سزا دینی چاہیئے تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کسی

منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا

ہوگیا۔ وہ دونوں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فیصلہ فرمایا یا جو فرمانے لگے۔ اس منافق نے سمجھا کہ یہ میرے خلاف ہوگا تب اس نے یہودی سے کہا۔ بہتر ہے۔ کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ اور وہاں سے فیصلہ کرائیں۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دروازہ پر پہنچے۔ اور کہا۔ ہمارا فیصلہ کر دیجئے۔ گفتگو کے دوران میں یہودی نے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ آپ نے کہا۔ اچھا یہ بات ہے۔ میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر گھر میں گئے۔ تلوار لی۔ اور باہر آکر اس منافق کی گردن اڑا دی۔ اور کہا۔ جسے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

منظور نہیں۔ اس کا فیصلہ یہ ہے۔ تو بجائے اس کے کہ امور عامہ سزا تجویز کرتا۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایمان ہوتا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ خود سزا دیتے۔ یہ نہیں۔ کہ ان لوگوں کو اس سے انکار ہو۔ کہ میں نے انہیں منع نہیں کیا۔ انہوں نے خود اپنے بیان میں اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ ہم نے تین دفعہ پوچھا۔ مگر تینوں دفعہ ہمیں روکا گیا۔ لیکن باوجود اس کے نکاح کر دیا گیا۔ اس پر جب سزا دی گئی۔ تو میں نے پانچ پانچ صفحوں کے بعض لوگوں کے خطوط پڑھے۔ جن میں ایسی ایسی دہائیاں دی گئی ہیں۔ کہ واویلا جو عرب میں مشہور ہے۔ اس نے بھی نہیں کی ہوں گی۔ ایک شور مچا رکھا ہے۔ کہ ظلم ہوگیا۔ اندھیر نگری اور چوپٹ راجہ والی مثال بن گئی

قادیان کے مخلصین مجاہدین اور مہاجرین جو

سلسلہ کے لئے ریڑھ کی ہڈی

کی مانند ہیں۔ اور اپنے اخلاص اور تقوےٰ میں بے نظیر ہیں۔ ان کی کوئی بات سنی نہیں جاتی۔ بغیر سوچے سمجھے دباؤ ڈالا جاتا۔ اور ہر طرح اپنی حکومت جتائی جاتی ہے۔ میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ فرمانبرداری کس جانور کا نام ہے۔ تین دفعہ فیصلہ دیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ نکاح نہ ہو۔ مگر دو چار بیوقوف اور دو چار لونڈے

سمال ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں

نکاح پڑھ دیتے ہیں۔ کیا قادیان کے نکاح اسی طرح ہوا کرتے ہیں۔ میں ان جو فروش گندم نما احمدی کہلانے والوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ جو سزا دیئے جانے پر پانچ پانچ صفحے کے مجھے خط لکھتے ہیں۔ کہ کتنا ظلم اور اندھیر ہوگیا۔ کیا وہ خط ان کی

فرمانبرداری اور اطاعت کی روح

پر دلالت کرتے ہیں۔ یا اس بات پر کہ ان کے اندر اطاعت کی روح ہی نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے

براہ راست نافرمانی

کی۔ انہوں نے تو ممکن ہے کسی معذوری کے ماتحت ایسا کیا ہو۔ ممکن ہے۔ جس کے پاس لڑکی رہتی ہو۔ اس نے چاہا ہو۔ کہ میں جلدی اس کے بوجھ سے فارغ ہوجاؤں۔ اور ممکن ہے۔ لڑکے نے یہ خیال کیا ہو۔ کہ مجھے اور رشتہ تو ملتا نہیں چلو اسی سے نکاح کر لوں بعد میں معافی مانگ لوں گا۔ مگر یہ خط لکھنے والے وہ ہیں۔ جن کا اس نکاح سے کوئی بھی واسطہ اور تعلق نہیں۔ اور محض

پرائے شگون میں ناک کٹا کر

اپنے آپ کو جہنم میں گرا رہے ہیں۔ بظاہر وہ خطوط میں اپنا اتقا بھی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ان کا اتقا ایسا ہی ہے۔ جیسے عبداللہ بن ابی بن سلول

بنو قینقاع اور بنو نضیر

کے معاملہ میں ظاہر کرتا تھا۔ وہ بھی یہی کہتا تھا۔ کہ رحم رحم۔ مگر کیا قرآن نے اسے رحیم قرار دیا۔ قرآن مجید اسے رحیم نہیں۔ بلکہ منافق قرار دیتا ہے۔ اگر نظام سلسلہ کو اس رنگ میں چلایا جائے اور اس قسم کے احمقوں کی بات کو مان لیا جائے۔ تو وہی بے لگامی احمدیت میں آجائے۔ جو اس وقت دوسروں میں ہے۔ پس گو میں کئی دفعہ

جماعت کے لوگوں کو توجہ

دلا چکا ہوں۔ کہ اگر انہوں نے بیعت کی ہے۔ تو اس کے کوئی معنے ہونے چاہئیں۔ کوئی قیمت ہونی چاہیئے۔ چاہے دھیلہ یا دمڑی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس قسم کی بیعت کی۔ کہ مونہہ سے بیعت کا اقرار کیا جائے۔ اور اطاعت کے معاملہ میں

خلیفہ وقت کی صریح نافرمانی

کی جائے۔ ایک دمڑی بھی قیمت نہیں۔ مگر اب میں پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ کمزور سے کمزور ایمان والوں کی بیعت کی بھی کچھ نہ کچھ قیمت ہوتی ہے۔ چاہے وہ کوڑی ہی ہو۔ لیکن اس قسم کی

نامعقول حرکت

کے بعد تو بیعت کی کوڑی بھر بھی قیمت نہیں رہتی۔ اور یہ اطاعت کا اقرار نہیں۔ بلکہ

دھوکا بازی اور فریب

ہے۔ جسے کوئی بھی دنیا میں وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ انسانوں کے سامنے ایسا آدمی ممکن ہے متقی بن جائے۔ اور حقیقت سے ناواقف انسان اسے دیکھ کر کہے کہ کیا ہی متقی شخص ہے۔ مگر خدا کے حضور وہ متقیوں کی فہرست میں نہیں ہو سکتا اور ایسا شخص جو ان حالات میں دوسرے پر رحم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر خود اسے کسی

دفتر کا چپڑاسی

بھی بنا دیا جائے۔ تو وہ ساری دنیا کی گردنیں کاٹنے لگ جائے اور کہے۔ کہ چپڑاسی کی یہ لوگ کیوں بات نہیں مانتے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس قسم کے خطوط لکھنے والے اگر مدرس ہیں۔ تو چھوٹے چھوٹے طالب علموں کے متعلق ایسے ایسے نقص نکالتے ہیں۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ دوکاندار ہیں۔ تو وہ اپنے معاملات میں اتنے بخیل ہوتے ہیں۔ کہ گویا خدا کی خدائی بھی ان کی حکومت کے آگے ہیچ ہے۔ مگر کوئی

سلسلہ کے نظام کے خلاف بغاوت

کرے۔ تو اس وقت یہ لوگ کود کر سب سے آگے آجائیں گے اور کہیں گے۔ رحم کریں۔ رحم کریں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کبھی کوئی جماعت منافقوں سے خالی نہیں ہوئی۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت منافق موجود تھے۔ تو اب بھی ہونے چاہئیں۔ مگر عموماً اس قسم کے لوگوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ہاں

مومنوں کو بیدار کرنے کے لئے

کبھی کبھی یہ باتیں بتائی جاتی ہیں۔ چونکہ ایسی باتیں سننے والا یہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ کہ جسے سزا دی گئی۔ وہ ہمارا ایک بھائی ہے۔ اس لئے وہ کہہ دیتا ہے۔ کہ کتنا ظلم ہوگیا۔ حالانکہ منافق جب لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ تو انہیں یہ نہیں بتاتے۔ کہ خلیفہ وقت سے تین دفعہ پوچھا گیا۔ اور تینوں دفعہ کے انکار کے باوجود چند لفنگوں اور بدمعاشوں کو اکٹھا کر کے نکاح پڑھوا دیا گیا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔ تو یہ کہ ہمیں یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ

مسجد مبارک میں نکاح

ہونا ضروری ہے۔ اور اگر کسی اور جگہ نکاح پڑھوائیں گے۔ تو ہمارا بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔ وہ تین دفعہ کے انکار کا ذکر نہیں کرتے

بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ سزا صرف اس لئے دی گئی ہے۔ کہ کیوں یہ نکاح مسجد مبارک میں نہیں ہوا۔ یہ سننے والا جھٹ کہہ اٹھتا ہے۔ کتنا بڑا ظلم ہے۔ شریعت میں یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ ہر نکاح مسجد مبارک میں ہی ہو۔ یا کیا

جماعت کے ذمہ وار افسروں کیطرف سے اعلان

ہوا ہے۔ کہ نکاح ہمیشہ مسجد مبارک میں ہی پڑھے جایا کریں۔ تب سننے والا کہتا ہے۔ یہاں کے لوگ کتنے ظالم اور سیاہ دل ہو گئے کہ مسجد مبارک میں نکاح نہیں ہوا۔ تو محض اس بناء پر بائیکاٹ کر دیا گیا۔ منافق کہا جائیں گے۔ اس بات کو۔ کہ

مجلس شوریٰ

میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ قادیان کے نکاح اور باہر کے بھی ایک

مقررشدہ فارم کی خانہ پُری

اور اس کی تصدیق کے بعد پڑھے جائیں۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اس بات کو بھی کھا جائیں گے۔ کہ تین دفعہ خلیفۂ وقت سے پوچھا گیا۔ مگر اس کے

انکار کے باوجود

چند لونڈے جن میں سے چند اوباش اور چند بدمعاش تھے انہیں اکٹھا کر کے سال ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں نکاح پڑھ دیا گیا۔ بھلا ٹاؤن کمیٹی کے دفتر میں آخر کیا برکت ہو سکتی تھی۔ سوائے اس کے کہ اس

نکاح کی پوشیدگی

مدنظر تھی۔ وہ ان تمام باتوں کو کھا جائیں گے۔ اور صرف یہ کہہ کر پروپیگنڈا کریں گے۔ کہ دیکھئے کتنا ظلم ہو گیا۔ صرف اتنے قصور پر کہ کیوں یہ نکاح مسجد مبارک میں نہیں ہوا۔ ہمارا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح سے ناواقفوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بالکل ممکن تھا۔ میرے حکم کے سننے میں انہیں کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو۔ گو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ تین دفعہ کے واضح انکار کے باوجود کس طرح کوئی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کا اقرار ہے۔ کہ انہیں کہا گیا۔ کہ اس نکاح کی اجازت نہیں۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود نکاح کر دیا۔ تاہم مان لیا جا سکتا تھا۔ کہ انہیں غلط فہمی ہوئی مگر وہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ خدا بچائے نادان دوستوں سے بچائے ان کے منافق دوست ہیں۔ جو اس معاملہ کو

بھیانک شکل

دیتے چلے جا رہے ہیں۔

پس اس لئے اب انہیں جتنی بھی شدید سزا ملے اس کی ذمہ واری ان منافق پروپیگنڈا کرنے والوں پر ہے جو ان کی مدد میں لگے ہیں۔ اور

محض جھوٹ اور فریب

[illegible] سے کام لے رہے ہیں [illegible]

خدا تعالیٰ کی طرف سے جو ذمہ واری مجھ پر عائد ہے۔ اس سے میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ خلیفۂ وقت کا کام ہے۔ کہ وہ

ایک مضبوط چٹان

کی طرح ہو۔ ایسی چٹان کہ دنیا بھر کے سمندر بھی ملکر اسے ہلانہ سکیں اگر چند منافقوں سے میں ڈر جاؤں۔ اور ایسے موقعہ پر رحم کرنے پر آمادہ ہو جاؤں۔ جبکہ رحم مناسب نہیں۔ تو میں اپنی

خلافت کی ذمہ واریوں میں کوتاہی کرنے والا

ہوں گا۔ مجھے یہ چند منافق کیا۔ اگر دنیا کی حکومتیں بھی ملکر ایک مقصد سے ہٹانا چاہیں تو نہیں ہٹا سکتیں۔ اور اگر میں یا کوئی اور خلیفہ اس لئے نرمی کرے۔ کہ لوگ اسے مجبور کرتے ہیں۔ تو یقیناً وہ

خدا کا قائم کردہ خلیفہ

نہیں ہو سکتا۔ رحم ہمارا کام ہے لیکن دباؤ سے ماننا ہمارا کام نہیں۔ بلکہ

دباؤ کو کچلنا

ہمارا کام ہے۔ یہ لوگ کیا ہیں

شیطان کا ایک آلہ

ہیں۔ مگر خدا کے خلفاء شیطان پر غالب آیا کرتے ہیں۔ مغلوب نہیں ہوتے۔ اور ایک دن آتا ہے۔ کہ شیطانی ہتھیاروں کو وہ توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ مومن بہادر ہوتا ہے۔ بزدل نہیں ہوتا۔ وہ ایک وقت رحم کرتا ہے۔ اتنا رحم کہ لوگ خیال کرتے ہیں شاید یہ بزدل ہے۔ مگر جب دباؤ ڈالا جائے۔ اسے ڈرایا اور دھمکایا جائے۔ تو اس وقت وہ سخت ہو جاتا ہے۔ اتنا سخت کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید اس سے بڑھ کر سنگدل کوئی نہیں۔ مگر یہ

دونوں قسم کے لوگ

غلطی پر ہوتے ہیں۔ وہ بزدل نہیں۔ بلکہ رحمدل ہوتا ہے۔ اور سنگدل نہیں۔ بلکہ

مستقل مزاج اور اولوالعزم

ہوتا ہے۔

میں نہیں جانتا۔ یہ غلطی ہماری جماعت میں کب تک چلی جائیگی۔ اور کب تک وہ اس کا ارتکاب کرتے رہیں گے کہ

صیغوں کا نام لے لیکر

کہیں۔ کہ امور عامہ ایسا کرتا ہے۔ فلاں محکمہ ایسا کرتا ہے۔ کیا خلیفۂ وقت ایسا ہی بے وقوف ہے۔ کہ وہ ایسوں کو ناظر اور افسر مقرر کرے۔ جو ظالم ہوں۔ اور لوگوں پر تعدی کرنے والے ہوں

ناظر امور عامہ

جس کا نام لے کر اس معاملہ میں مجھ کو سایا جاتا ہے۔ اس کی یہ حالت ہے کہ وہ تین دفعہ اس نکاح کے معاملہ میں میرے پاس سفارش کو رد کر چکا ہوں۔ اور اب تک بھی میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ آخر یہ

نکاح کرنے کرانے والوں کو

کس لئے معاف کروں۔ تین دفعہ ایک بات کہی جاتی ہے۔ مگر تین دفعہ سننے کے باوجود اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ پھر

اگر وُہ یہ کہتے

کہ ہم سے منافقت ہو گئی۔ غلطی ہو گئی۔ گناہ ہو گیا۔ بیدینی ہو گئی۔ آپ نے تین دفعہ کہا۔ مگر ہم نے نہ مانا۔ اب ہم اپنے اس فعل پر پچھتاتے ہیں۔ تو یہ اور بات تھی۔ مگر وہ ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تین دفعہ ایک بات کہی گئی اور ہم نے نہ مانی۔ اور اسی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کوئی غلطی نہیں۔

اگر ان کا

اپنے فعل پر پچھتانے والا رویہ

ہوتا۔ تو ممکن تھا۔ میں انہیں معاف کر دیتا۔ مگر وہ تو ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تین دفعہ حکم ملا۔ مگر ہم نے نہ مانا۔ اور پھر یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہمیں پتہ نہیں تھا۔ کہ اس طرح نکاح نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اگر تین دفعہ کہنے کے باوجود بھی ایک بات کسی شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ اسے کتنی دفعہ بات سمجھانی چاہیئے۔ اس گناہ اور منافقت کی وجہ اصل میں یہ ہے۔ کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ جو ناظر ہے۔ وہ بے وقوف ہے۔ میں نے دیکھا ہے

قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ

چونکہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آئی ہے۔ ایک وقت جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے۔ تو دوسرا آ کر کہتا ہے۔ دیکھئے کیا اندھیر نگری ہے۔ کوئی سننے والا ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔ لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہو جاتا ہے۔ تو شکایت کرتا ہے پبلک بالکل

جاہل اور احمق

ہے۔ وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی۔ گویا جب خود پریذیڈنٹ ہوتا ہے۔ تو پبلک کو احمق قرار دیتا ہے۔ اور جب پبلک میں شامل ہو جاتا ہے۔ تو پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح میں نے

پبلک کے بعض افراد

کو دیکھا ہے۔ کہ نہیں گے۔ یہ پریذیڈنٹ نہایت ہی

بے وقوف اور جاہل

ہے۔

جاہل بن جاتی اور وہ عقلمند ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ جو اس وقت معترض ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ناظر نے یوں کر دیا اگر میں انہیں ناظر بنا دوں اور دوسرے ہی دن ان سے پوچھوں کہ پبلک کا کیا حال ہے تو وہ کہدیں گے۔ جی کیا پوچھتے ہو۔ جاہل آدمی ہیں قرآن میں بھی لکھا ہے اکثر لوگ جاہل ہوتے ہیں یونہی نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں گویا جب دوسرا شخص ناظر ہوتا ہے اس وقت تو یہ کہا جاتا ہے کہ

پبلک کی آواز

ہی اصل چیز ہے اور جب اپنے سپرد کام ہوتا ہے تو اس وقت پبلک جاہل بن جاتی ہے یہ دیانتداری اور

تقویٰ کا طریق

نہیں تقویٰ وہ ہوتا ہے جو ایک اصل کے ماتحت ہو۔ چاہے تم حاکم ہو یا محکوم۔ تمہارا اصل ایک ہے۔ لیکن جب تمہارا قانون بدلتا رہتا ہے۔ تم خود حاکم ہو تو اور قانون ہو جاتا ہے محکوم ہو تو اور تو پھر تم مومن نہیں بلکہ منافق ہو۔ خواہ تم جانتے ہو یا نہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول مقرر فرمائے ہیں اور وہی ہر جگہ کام آیا کرتے ہیں چاہے کوئی حاکم ہو یا محکوم۔ پس اگر اپنی اصلاح چاہتے ہو تو ان جاہل لوگوں کی طرح مت بنو جن کا آج کل یہ کام ہے کہ گورنمنٹ انگریزی جسے بھی افسر مقرر کرے۔ اس کے خلاف شورش برپا کر دیتے ہیں جب تک یہ بات تمہارے اندر پیدا نہیں ہوگی اور تم اپنے

افسروں کی اطاعت

نہیں کرو گے۔ اس وقت تک تمہارا ترقی کرنا بالکل محال ہے۔ تمہاری مثال اس وقت اس چیتے کی سی ہوگی جو اپنی زبان کا خون چوستا جا رہا تھا اور سمجھتا تھا۔ کہ سل بڑی مزیدار ہے۔ تم ان حرکات سے نہ صرف اپنا ہی نقصان کرتے ہو بلکہ اپنی اولادوں کا بھی نقصان کرتے ہو اور صرف اپنا ہی خون نہیں کرتے بلکہ اپنی اولادوں کا بھی خون کرتے ہو۔ جب تک یہ مادہ ہماری جماعت کے اندر پیدا نہ ہو کہ

جماعتی کام

ہوں۔ ان میں افسروں کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم کرے اس وقت تک ترقی کیا ایمان بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کا صاف حکم ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم بعض غیر احمدی تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ افسر اولی الامر نہیں کیونکہ وہ ہم میں سے نہیں مگر تم خدا کو کیا جواب دو گے۔ کیا خدا تمہیں یہ نہیں کہے گا کہ تم میں سے ہی بعض لوگوں کو میں نے اولی الامر کیا۔ مگر تم پھر بھی ان کی

اطاعت سے کنارہ کشی

کرتے رہے اس میں شبہ نہیں افسر بھی غلطی کر سکتے ہیں۔ مگر

مچا دینا کہ ظلم ہو گیا نہایت ہی غلط طریق ہے۔ اس صورت میں ممکن ہے۔ لوگ تمہیں نیک بخت کہہ دیں مگر خدا کے حضور تم نیک بخت نہیں بلکہ بدبخت شمار کئے جاؤ گے۔ اور اللہ تعالےٰ کے دفتر میں نیک بختوں میں سے تمہارا نام کاٹ کر بدبختوں میں لکھ دیا جائیگا۔ پھر

قیامت کے دن

بھی یہ لوگ جواب تمہاری تعریف کر رہے ہیں تعریف نہیں کریں گے۔ بلکہ سب سے پہلے تمہارے مونہہ پر تھوکیں گے۔ پس اس نیک بخت کہلانے کا کیا فائدہ جو آخر میں تمہیں ذلیل و رسوا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب کوئی شخص خدا کے لئے کام کرتا ہے۔ تو وہ اس کے گناہوں کو بھی چھپا دیتا ہے اور جب اپنے نفس کے لئے کام کرتا ہے تو اس کی نیکیوں کو بھی گناہ کی صورت میں ظاہر کر دیتا ہے دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے ہیں ربنا آتنا ما وعدتنا علی رسلك ولا تخزنا یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد۔ اے خدا جو تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدے کئے ہیں وہ پورے فرما اور قیامت میں ہماری رسوائی کا کوئی سامان نہ ہو۔ کیونکہ تیرا مومنوں سے یہ وعدہ ہے کہ ان کے

عیوب پر پردہ

ڈال دیا جاتا ہے اور تو وعدوں کو وفا کرنے والی ذات ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے کام کرتا ہے اس کا عیب بھی چھپا دیا جاتا ہے اور جو نفس کے لئے کام کرتا ہے اس کی نیکی بھی بدی بن جاتی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں آتا ہے۔ ویل للمصلین۔ بعض لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر نماز پڑھنے کے باوجود ان کے لئے ویل ہوتی ہے تو ایک شخص کی نماز بھی اس کے لئے رسوائی کا موجب ہو جاتی ہے اور دوسرے کا عیب بھی اس کی رسوائی کا ذریعہ نہیں بنتا۔ اصل چیز یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اس کے عیب چھپائے جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اگر بظاہر اس کو کوئی ذلت بھی پہنچتی ہے تو اس کے بدلہ میں اور

بیسیوں عزت کے سامان

پیدا کر دئے جاتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کے لئے کام کرتا ہے اس کے سامنے اگر عزت کے سامان بھی ہوں تو وہ اس کے لئے

ذلت کا ذریعہ

بن جاتے ہیں پس اپنی نیتوں کو درست کرو۔ اور خدا کے لئے کام کرنے کی عادت ڈالو۔ چوہدری بننے کی کوشش نہ کرو دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل عزت کے مالک تھے مگر انہیں مکہ کا ایک کتا بھی بھونک لیتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں جو اپنے آپ کو عزتوں والا سمجھتے تھے اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتے تھے ان کا کیا حشر ہوا۔ پس

اصل عزت

وہی ہے جو خدا کی طرف سے ملے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اس کی ذلت بھی عزت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جب کوئی خدا کا نہیں ہوتا تو اس کی عزتیں بھی ذلت میں بدل جاتی ہیں۔

ذکر و فکر

اپنے رب کے ساتھ خلوت

اے عزیز اگر تو سوچے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں تجھے اپنے رب کے ساتھ خلوت کبھی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یا تیرے پہلو میں تیری بی بی ہے یا رشتہ دار۔ یا تو اپنے پیشہ یا ملازمت میں لگا ہوا ہے شاید تو پیشاب پاخانہ کے وقت سے سوا اور مخلوقات یا کام دھندے سے کبھی الگ اور تنہا ہی نہیں ہوتا مگر یہ سمجھ کہ تیرا یہ دعویٰ کہ تجھے خدا کے ساتھ محبت کا تعلق ہے کبھی ماننے کے قابل نہیں۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ تو اس محبوب کے لئے خلوت کا وقت بھی نکالتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی علیحدہ ایک بالاخانہ تنہائی کے لئے رکھا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً ہر روز کئی گھنٹے اپنے کمرہ میں کنڈی لگا کر تنہا ہو جاتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ یومنون بالغیب کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ متقی وہ ہے جو اپنے خدا کے لئے کچھ تنہائی بھی ضرور روزانہ اختیار کرے۔ مگر صرف تنہا ہونا مراد نہیں۔ بلکہ اس نیت سے تنہا ہو کہ اس وقت میں رو بخدا ہوں۔ یہ وقت میرے محبوب سے ملنے کا وقت ہے۔ اور تمام دنیا کے خیالات کو اس وقت دور کر دے اس ذات کو اس وقت خاص طور پر متوجہ سمجھے۔ اسی کا ذکر کرے اسی کی صفات میں تفکر کرے اس کے احسانوں کا شکر ادا کرے اسی کو مخاطب کرے اسی سے دعا کرے اور جو مناسب چاہے کرے۔ خواہ یہ وقت ۵ منٹ کا ہو مگر اے عزیز اس کی عادت ڈال اور اسی سے جو تعلق تیرا اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تازہ ارشاد
جماعت احمدیہ کے نام

چندہ کشمیر جاری رہے گا

تمام احمدی احباب کرام کو بذریعہ اخبار الفضل یہ اطلاع ہو چکی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز صدارت آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ اور جو اعلانات چندہ کشمیر کے متعلق بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہوئے تھے وہ بھی منسوخ ہو گئے ہیں۔ باوجود اس کے وضاحت سے یہ اعلان احباب کی اطلاع کے لئے کیا جاتا ہے۔ کہ کسی احمدی سے حضور بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی چندہ کا مطالبہ نہیں فرماتے۔

چندہ کشمیر باقاعدہ ادا کیا جائے

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس خاکسار کو یہ ہدایت ہوئی ہے۔ کہ تمام احمدی جماعتوں میں اطلاع کر دی جائے۔ کہ جہاں حضور صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی حیثیت سے چندہ کشمیر فنڈ کا مطالبہ نہیں فرماتے وہاں بحیثیت خلیفۃ المسیح الثانی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ہر احمدی چندہ کشمیر ایک پائی فی روپیہ ماہوار باقاعدہ ادا کرے۔ اور اس چندہ میں ایسی باقاعدگی کی جائے۔ کہ ہر ایک احمدی سے وصول کیا جائے۔ اور اس چندہ کو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک حضور اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان نہ فرمائیں۔

چندہ کشمیر عام مسلمانوں سے بھی وصول کیا جائے

نیز یہ بھی احمدی احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ان مسلمانوں سے بھی چندہ کشمیر وصول کر سکتے ہیں۔ جو مظلومان کشمیر کی امداد کے سلسلہ میں احمدیوں کے ساتھ گہری ہمدردی اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور ان کو یہ اعتماد ہے۔ کہ اگر وہ اپنا مال مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے ان کے حوالہ کریں گے تو وہ اپنے محل پر خرچ ہو کر ان کے لئے موجب ثواب ہو گا۔ پس ایسے مسلمانوں سے بھی چندہ کشمیر وصول کیا جائے

پس اس مختصر اعلان کے ذریعہ تمام احمدی جماعتوں اور ان افراد کو جن کے چندے براہ راست بیت المال میں آتے ہیں۔ اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ باقاعدہ اور باشرح چندہ کشمیر ایک پائی فی روپیہ ماہوار ادا فرمائیں۔ اور اس چندہ کو مرکزی چندہ دل کے ساتھ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ سے معہ تفصیل بھجوا دیں۔

کشمیر کے متعلق زمیندار جماعتوں کا فرض

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ چونکہ زمینداروں کی فصل خریف کے برداشت کا وقت ہے اس لئے زمیندار جماعتیں جہاں اپنا چندہ عام وغیرہ باقاعدہ اور باشرح ادا کریں۔ وہاں یہ چندہ بھی دے کر ثواب حاصل کریں۔

پس تمام احمدیوں سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں لبیک کہتے ہوئے جہاں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں گے۔ وہاں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خوشنودی اور دعا کے بھی مستحق ہوں گے

خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری۔ قادیان

کشمیر میں از سر نو تشدد

مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۳ء صدر مسلم کانفرنس گرفتار کر لئے گئے۔ قبل گرفتاری غلام نبی صاحب اور شیخ عبد اللہ صاحب نے ساٹھ ہزار کے مجمع میں تقریریں کیں۔ خلاصہ یہ تھا۔ کہ حکومت سے استدعا کی گئی تھی کہ حفظ امن کی تدابیر اختیار کرے۔ اور پبلک میں سے ان اشخاص کو جو کہ فتنہ کے بانی ہیں تنبیہ کرے۔ اور ان عمال حکومت کو علیحدہ کرے۔ جو کہ باعث فتنہ و فساد ہیں۔ جن میں کرتار سنگھ پنڈت بالا کاک دو مشہور ہستیاں ہیں۔ جن کی علیحدگی کے لئے جموں و کشمیر کی متحدہ آواز سال بھر سے بلند ہو رہی ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ حکومت اس مشورہ پر کاربند ہوتی۔ انہی کے ہاتھوں میں عنان حکومت دے دی گئی۔ جس کے نتیجہ میں موجودہ گرفتاریاں کی گئیں۔ اور گولیاں چلائی گئی ہیں۔

سنا گیا ہے۔ کرتار سنگھ نے مطالبہ کیا ہے کہ ہری کشن کول کی طرح اسے بھی اختیارات دے دئے جائیں۔ نہایت خطرناک حالات کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ کرتار سنگھ کا خیال ہے۔ کہ پہلے سے زیادہ سختی کی جائے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان امور میں مسٹر کالون وزیر اعظم کا کوئی دخل نہیں۔ چونکہ وائسرائے بہادر عنقریب سری نگر آنے والے ہیں۔ اغلب ہے حد سے زیادہ سختی کی جائے تاکہ جلدی ہی حالات کو دبا دیا جائے۔ مضافات میں بھی کافی فوج اور پولیس بھیج دی گئی ہے

سنا گیا ہے۔ کہ امیرا کدل میں کرتار سنگھ کے حکم سے مسلمانوں پر گولی چلائی گئی۔ ڈی۔ آئی۔ جی کا رویہ نہایت موزوں رہا۔ (نامہ نگار)

پونڈری ضلع کرنال میں احمدی ہیڈ معلمہ پر بے جا

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا۔ کہ کچھ عرصہ سے ایک احمدی خاتون محمدی بیگم صاحبہ جو پونڈری ضلع کرنال میں زنانہ سکول میں ہیڈ مسٹرس کے فرائض سر انجام دے رہی ہیں۔ اور ایک علمی اور تعلیمی لحاظ سے بہت قابل ہیں۔ تکالیف کا نشانہ بنائی جا رہی ہیں۔ مس پوری جو آج کل اسسٹنٹ انسپکٹرس ہیں۔ ایک ہندو خاتون ہیں۔ جن کی طرف سے آئے دن محمدی بیگم صاحبہ کو تکالیف دی جاتی ہیں نائب استانی ایک غیر سند یافتہ اور تعلیمی لحاظ سے بالکل معمولی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا والد سکول بلڈنگ میں مقیم ہے اور طرح طرح کی شرارتوں سے محمدی بیگم صاحبہ کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ جس پر ڈی۔ ای۔ او کے ہاں درخواست کی گئی۔ لیکن مس پوری نے بالکل غیر منصفانہ فیصلہ دیا۔

شکایت یہ تھی۔ کہ نائب استانی کا والد سکول کے مکان میں جہاں ہیڈ معلمہ پہلے سے رہتی ہے۔ زبردستی رہنے لگ گیا جس سے پردہ دار خاتون کے لئے تکالیف کا پہاڑ ٹوٹ پڑا جب اس کے متعلق افسران بالا کی خدمت میں رپورٹ کی گئی۔ تو لیڈی انسپکٹر مس پوری نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ایک ماہ چابی نائب رکھے۔ اور ایک [illegible] سکول کی لاگ بک ہیڈ معلمہ کے اعلیٰ درجہ کے کام کو ظاہر کرتی ہے لیکن اب خواہ مخواہ اسے تکلیف میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ ہم افسران بالا کو مس پوری کے اس غیر منصفانہ فیصلہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے محکمہ کی ایک قابل استانی کی دادرسی فرمائیں۔

اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ پونڈری ایسے چھوٹے سے قصبہ میں دو ہندو ہائی سکول چل رہے ہیں۔ مذکورہ بالا زنانہ سکول ڈسٹرکٹ بورڈ کرنال کے ماتحت ہے۔ اور انتظام و تعلیمی لحاظ سے درجہ اول پر ہے۔ باوجودیکہ تمام قصبہ کی فضا ہندوانہ و متعصبانہ ہے۔ جسے مس پوری صاحبہ اور بھی خراب کرنا چاہتی ہیں۔ ان کا ایک عرصہ سے خیال ہے۔ کہ اس سکول کو ہندو گرلز سکول کے ساتھ ملا کر کانظم و نسق پونڈری کے آریوں کے سپرد کر دیا جائے۔ بدقسمتی سے یہاں مسلمانوں کا کوئی سکول لڑکوں یا لڑکیوں کے لئے موجود نہیں۔ ایسی حالت میں مس پوری کی کوشش کا بار آور ہو جانا پونڈری کے مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نقصان رساں ہے۔

افسران بالا کو اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے ۔ (نامہ نگار)

وصیتیں

۳۰۹۸ :- منکہ شیخ محمد ولد منو خاں قوم راجپوت عمی پیشہ مدرس عمر قریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت ۲۷ دسمبر ۱۹۱۸ء ساکن قطب پور ڈاکخانہ بگھو تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور آج مورخہ ۱۹ ۱/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے میرے پاس صرف تین گھماؤں چاہی اور کچھ بارانی زمین ہے جس کا کھاتہ میرے نام ہے۔ مگر ان تین گھماؤں سے ایک گھماؤں جو حق مہر اپنی بیوی کو دے رکھی ہے۔ باقی دو گھماؤں میں سے اپنی جائداد کا ۱/۳ حصہ جس کی قیمت موجودہ زمانہ کے لحاظ سے ہمارے گاؤں میں ایک صد روپیہ فی گھماؤں ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۱۳ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ شیخ محمد مولوی عالم گواہ شد:۔ محمد طفیل خاں ایم۔ ڈی ہیڈ مدرسہ احمدیہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبد الحق مہتمم مہمان خانہ بقلم خود۔

۳۰۷۳ :- منکہ سماۃ اللہ رکھی زوجہ شیخ نور احمد خان صاحب قوم ککے زئی پٹھان پیشہ عمر باسٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن بٹالہ ڈاکخانہ بٹالہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آج مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۲ء بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مکان و زمین مالیتی قریباً اڑھائی ہزار روپیہ ۲۵۰۰/- روپیہ جو مجھے میرے مرحوم خاوند کی جائداد کے آٹھویں حصہ میں ملی ہے۔ اور اس حصہ کا دسواں حصہ یعنی مبلغ دو صد پچاس روپیہ میں وصیت کے منظور ہونے پر اپنی اولاد سے وصول کر کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دونگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھہ سماۃ اللہ رکھی موصیہ مذکور۔ گواہ شد:۔ ظفر الحق خاں پسر موصیہ گواہ شدہ:۔ نواب الدین چیف سکرٹری جماعت ہائے احمدیہ علاقہ فیروزپور ۲۸/۳

۳۰۹۱ :- منکہ بابو عبد الکریم ولد محمد الدین صاحب قوم ارائیں عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۲۲ نومبر ۱۹۱۳ء ساکن سندر کلاں ڈاکخانہ مناواں تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور۔ آج مورخہ [illegible] بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد [illegible] روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۲۴ مارچ ۱۹۳۲ء۔ العبد:۔ عبد الکریم احمدی ڈسپنسر شفاخانہ جلال آباد تحصیل مکتسر ضلع فیروزپور۔ گواہ شد:۔ نواب الدین جنرل سکرٹری علاقہ فیروزپور گواہ شد:۔ تاج الدین بقلم خود جلال آباد کوٹھی آبو خاص

۳۰۷۰ :- منکہ سارہ بی بی زوجہ عبد القادر قوم راجپوت عمر ۴۵ سال سکنہ بابا بکالہ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع امرتسر آج مورخہ ۲۲/۳ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ صرف مبلغ ۲۰۰/- روپیہ کا مہر ہے۔ علاوہ اس کے اور کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ العبد:۔ سماۃ سارہ بی بی زوجہ عبد القادر ذات راجپوت ساکن بابا بکالہ ضلع امرتسر۔ گواہ شد:۔ منشی عبد القادر ولد محمد بخش ذات راجپوت ساکن بابا بکالہ ضلع امرتسر بقلم خود گواہ شد:۔ عبد الرحمن ولد غلام قادر ذات راجپوت سیکرٹری جماعت احمدیہ بابا بکالہ

۳۰۳۶ :- منکہ سکینہ بی بی بیوہ کریم بخش درزی عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن سیالکوٹ آج مورخہ ۳/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت مبلغ ۸۰۰۰/- روپیہ نقد ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد از قسم زیور یا مکان نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ذریعہ آمد ہے۔ میں اپنی جائداد کا ۱/۴ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میں اپنی زندگی میں انشاء اللہ ۱/۴ حصہ یعنی دو ہزار روپیہ ادا کر دونگی۔ اگر میرے مرنیکے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ سکینہ بی بی بیوہ ماسٹر کریم بخش نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد الدین احمدی سب اسسٹنٹ ہیلتھ آفیسر سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ مسعود عزیز طالب علم بی۔ اے کالج پسر موصیہ۔ گواہ شد:۔ نظام الدین سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ مرزا احمد بیگ امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

۲۶۹۷ :- منکہ سعیدہ بیگم زوجہ میاں محمد عبد اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۲۵ سال ساکن پنڈی چری ڈاکخانہ سید والا تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ۔ آج مورخہ ۴/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ جو زیور کی صورت میں گیارہ سو روپیہ جس میں مہر شامل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت کی مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ لہذا یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔ تاکہ سند رہے۔ العبد:۔ سعیدہ بیگم نشان انگوٹھہ گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ۔ گواہ شد:۔ احمد الدین زرگر سیکرٹری وصایا پنڈی چری بقلم خود

۳۸۳۲ :- منکہ سماۃ کرم بیری زوجہ وارث محمد قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن پاکپٹن ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع منٹگمری۔ آج مورخہ ۱۰/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد زیور طلائی قیمتی مبلغ چار سو روپیہ کا ہے۔ جس میں مہر شامل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر میری کوئی اور جائداد میرے مرنے کے وقت ثابت ہو۔ تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ اور اگر میں کوئی روپیہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کیا جائے۔ العبد:۔ کرم بیری۔ گواہ شد:۔ وارث محمد بقلم خود خاوند موصیہ گواہ شد:۔ احمد الدین زرگر سیکرٹری وصایا محلہ ارائیاں قادیان

۳۸۸۱ :- منکہ سید غلام رسول ولد سید الرسول قوم سید عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت اندازاً دس سال ہوگا۔ ساکن کانپور ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک آج مورخہ ۹/۳۲ ۱۳ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں اپنی زندگی میں اپنی پنشن سے دسواں حصہ برابر دیا کرونگا۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری پنشن اس وقت مبلغ ۴۲ روپیہ ۵ ر ماہوار ہے۔ نیز میں اپنی زندگی میں بھی اگر کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:۔ سید غلام رسول احمدی بقلم خود گواہ شد:۔ محمد عبد المنان احمدی۔ گواہ شد:۔ محمد عبد اللطیف احمدی

۳۷۳۱ :- منکہ عمر بخش ولد سندھی قوم ارائیں پیشہ زراعت تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن شرست پورہ ڈاکخانہ مالک کٹیری تحصیل و ضلع ہوشیارپور۔ آج مورخہ ۱۱/۲۰ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے چھبیس کنال چودہ مرلہ کے ۱/۱۰ حصہ کی تقریباً دو کنال تیرہ مرلہ ہبہ کر دی ہے۔ لہذا انجمن موصوف کو اختیار ہے۔ کہ جسے چاہے کاشت کو دیدے۔ یا فروخت کر دے۔ مجھے کچھ اختیار نہ ہوگا۔ لہذا یہ چند حروف بطور ہبہ نامہ کے لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ سند رہے۔ اور بوقت ضرورت کام آوے۔ العبد:۔ عمر بخش موصی مذکور نشان انگوٹھہ گواہ شد:۔ محمد علی شاہ [illegible] سیکرٹری جماعت احمدیہ گواہ شد:۔ حاجی [illegible] گواہ شد:۔ امیر خان سیکرٹری انجمن احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا الفضل ۲۱ فروری ۱۹۳۳ء آپ کی نظر سے گذرا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صداقت اسلام کے مضمون میں طب کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے ہومیوپیتھک علاج کے فائدے بتائے - اگر آپ وہ مضمون پڑھیں - تو ہومیوپیتھک علاج کے شائق ہو جائیں - میں اپنے شوق اور یقین کی بناء پر عرض کرتا ہوں - کہ موجودہ زمانے میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر ایک بڑا احسان کیا - کہ ہومیوپیتھک علاج کو عوام کے دلوں میں جگہ دی - ان دواؤں کی قلیل مقدار اور عظیم الشان اور دیرپا اثر کو روحانیت والے ہی جان سکتے ہیں - اگر اس علاج کو روحانی علاج کہا جائے - تو بے جا نہ ہوگا -

کونسی بیماری ہے - جو اس علاج سے شفا نہیں پا سکتی میں تو کہتا ہوں کہ ہومیوپیتھک علاج خطا نہیں کرتا بشرطیکہ حکم ربی ہو - ہر مرض کی دوا موجود ہے - پورا حال لکھ کر منگا لیجیے - کم خرچ ہیں - ؛

ایم - ایچ - احمدی - ہومیوپیتھ - چتوڑ گڈھ میواڑ

آہنی خراس (دیسی چکی)

قلیل سرمایہ سے معقول آمدنی پیدا کرنیکا ذریعہ

آہنی خراس

آہنی رہٹ

آبپاشی کا بہترین کم خرچ اور کارآمد ذریعہ

آہنی رہٹ

قیمتیں اور تفصیلی حالات معلوم کر کے آپ یقیناً خوش ہونگے

علاوہ ازیں چاف کٹرز بیلنے جات انگریزی ہل فلور ملز بادام روغن بیلو یاں قیمہ اور چاولوں کی شینیں وغیرہ منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجیے

ہمارے آہنی خراس چھوٹے پیمانے پر آٹے کی پسائی کا بہترین ذریعہ ہیں بیل یا بھینسا جوت کر فارغ وقت میں معقول آمدنی پیدا کیجیے - ہر قسم کے غلہ جات کے علاوہ نمک ہلدی وغیرہ بھی پیسی جاتی ہے اس چکی سے اناج کے اصلی جوہر نشوونما ... ضائع نہیں ہوتے - آٹا ڈیڑھ من سے دو من فی گھنٹہ تیار ہوتا ہے اعلیٰ میٹریل اور بہترین نگرانی میں تیار ہوتے ہیں اطراف ملک سے بکثرت طلب ہو رہے ہیں

پرانے دقیانوسی سامانوں کی بجائے ہمارے ترقی یافتہ رہٹ کیوں نہیں لگا لیتے ؟ جو اعلیٰ میٹریل اور بہترین نگرانی میں تیار کیے جاتے ہیں پائیداری اور بافراط پانی دینے میں بے نظیر ثابت ہو چکے ہیں آپ کی اوسط پیداوار نمایاں طور پر بڑھ جائیگی - روزمرہ کی مرمت اور بگڑنے کے جھگڑوں سے ہمیشہ کیلئے بے فکر ہو جائینگے

اصلی و اعلیٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ

ایم - اے - رشید اینڈ سنز انجنیئرز - بٹالہ (پنجاب)

الفضل میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیے

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

انڈین ریلوے ایکٹ IX مجریہ ۱۸۹۰ء کی دفعات ۵۵ و ۵۶ کی رو سے اطلاع دی جاتی ہے - کہ مندرجہ ذیل اسٹیشنوں پر بغیر چھڑائے ہوئے جو کوئلے کے چالان پڑے ہیں - اگر ۲۳ جون ۱۹۳۳ء تک تمام چارجز ادا کر کے بعد نہیں چھڑائے گئے تو پھر انہیں بذریعہ پبلک نیلام فروخت کر دیا جائے گا - ان چالانوں کے متعلق تفصیلی حالات چیف کمرشل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں -

آدم پور دوآبہ - بہادر گڑھ - بگا - بھوئی اسل - چھینا - فتح گڑھ چوڑیاں - کاسوکی - مانانوالہ - ننکانہ صاحب - ناروال - پسرور - پتوکی - قادیان - مغلاں - سانگلہ - تاپا - واساوالہ - شاہ آباد مارکنڈا - شیخوپورہ - کوہرہ اور جگر میں ایک ایک واگن -

بارا - جموں توی اور سمبڑیال مردان میں ہر جگہ دو دو واگن

امرتسر اور دینا میں تین تین واگن

ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور
تاریخ ۳ جون ۱۹۳۳ء } چیف کمرشل منیجر

قادیان کا قدیمی مشہور ... مجرب

قیمت فی تولہ دو روپیہ **سرمہ نور** (رجسٹرڈ) قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ

اطباء - ڈاکٹر - عوام الناس - رؤسا - امراء - ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستوں بلکہ دنیا کے کناروں تک اپنی صداقت و فوائد کے باعث وسیع ہو چکا ہے - جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے -

اکسیر خنازیر سخت سے سخت اور پرانی سے پرانی خنازیر کو الفضل تعالیٰ چند روز میں شرطیہ آرام آ جاتا ہے سینکڑوں مرتبہ تجربہ میں آ چکی ہے - بلا تکلیف بغیر آپریشن کے گلٹیاں ہمیشہ کیلئے نابود ہو جاتی ہیں - قیمت صرف تین روپیہ -

ملنے کا پتہ شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرۂ آفاق استاد مسٹر جی ایم مہتہ ایف - ایس - ڈی - ایس - سی - ٹی - ایس - ڈی - (انگلینڈ) ایم - آئی - ایس - ڈی - ایم (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج کی تازہ تصنیف - صرف دس آنے ساٹھ سبق کوزہ میں دریا پراسپکٹس و نمونہ سبق مفت

منیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ پنجاب

ضرورت ہے

انٹرنس اور ایف اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تیس روپیہ سے ڈھائی سو روپیہ ماہوار تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں - قواعد ایک آنہ کا ٹکٹ ڈاک بھیج کر منگوالیں -

پنجاب انجنیئرنگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے - ایس ڈی ڈھلی صاحب ... سیں آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں - جیا تیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا - ضرور نمبر فائدہ اٹھائیں قیمت بڑے تمام ... احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی قیمتی تصادیق موجود ہیں

المشتہر :- ایم نواب الدین منیجر جبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور

بینڈ ماسٹر کی ضرورت ... ۳۰ مئی کے پرچہ میں پنشن یافتہ ہیڈ ماسٹر کی ضرورت کا اعلان ہوا ہے - اصل میں بینڈ ماسٹر کی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

فرمانروائے بھوپال نے درزانی اجناس اور کاشتکاروں کی مالی حالت کے انحطاط کے پیش نظر اپنی جاگیر کے چند مواضع میں مالیہ کا ½ حصہ اور بعض مواضع میں ¼ حصہ معاف کر دیا ہے نیز یہ رعایت بھی منظور فرمائی ہے کہ اگر کسی کاشتکار نے رقم معاف شدہ منہا نہ کر کے اپنا پورا مالیہ ادا کر دیا ہو۔ تو وہ رقم واپس دے دی جائیگی۔

خلافت کمیٹی پر مولانا شوکت علی کی ایک تحریر کے مطابق اس وقت میں ہزار روپیہ قرض ہے۔

دارالعوام میں ۳ جون کو سر سیموئل ہور کی توجہ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی ان درخواستوں کی طرف مبذول کرائی گئی جن میں لاہور کے ۱۵-۱۹۱۴ء والے مقدمہ سازش کے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا ہے سر سیموئل ہور نے کہا اس قسم کی درخواستیں تو موصول کی گئی ہیں۔ مگر ہندوستان کے حکام نے یہ درخواستیں میرے پاس نہیں بھجوائیں۔ آپ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس مسئلہ کو ہندوستان کے حکام کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہئے۔

اعلیٰ حضرت شہریار دکن نے جامعہ عثمانیہ کے فلسطینی وفد کو پہلے ایک لاکھ روپیہ دینا منظور فرمایا تھا۔ مگر اب تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے علاوہ مزید پانچ لاکھ روپے کی رقم صیغہ صرف خاص سے عطا کی جائیگی۔

علامہ سر محمد اقبال کو مہاراجہ بڑودہ کی طرف سے دعوت موصول ہوئی ہے کہ جنوری ۳۴ء میں بڑودہ آ کر فلسفۂ نٹشے کے بعض پہلوؤں پر تقریریں کریں۔

سر سیموئل ہور وزیر ہند نے یکم جون کو دارالعوام میں بتایا کہ مجھے علیحدگی برما کی مخالف جماعت کی طرف سے ایک عرضداشت موصول ہوئی ہے جس پر مجلس قانون ساز برما کے ۴۴ ارکان کے دستخط ہیں۔ اس عرضداشت میں بتایا گیا ہے کہ اس ریزولیوشن پر جو علیحدگی کے مخالف ارکان کی طرف سے پیش کیا گیا تھا اگر رائے شماری کی جاتی تو وہ بھی اس تجویز کے حق میں ووٹ دیتے۔ لیکن حکومت برما کی اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ علیحدگی کے مخالفین کو ایسے تمام موقعے بہم پہنچائے گئے۔ مگر انہوں نے ان مواقع کو ٹھکرا دیا۔ اندریں حالات حکومت اس نظریہ کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ مجلس قانون ساز کے فیصلہ میں کیا ہوتا اور کیا نہ ہوتا۔

حکومت ہند کی اطلاع کے مطابق سول نافرمانی کے سلسلہ میں جن اشخاص کو سزائیں ہوئی ہیں۔ ان کی تعداد اواخر اپریل میں نقشہ ذیل کے مطابق تھی۔

صوبہ	مرد	عورتیں
بمبئی	۲۷۱۷	۲۱۵
یو-پی	۱۹۶۶	۳۲
سرحد	۱۶۶۱	x
بہار واڑیسہ	۱۵۹۸	۵۵
بنگال	۱۱۷۱	۶۹
مدراس	۷۴۷	۵۰
پنجاب	۱۸۲	۸
آسام	۱۳۷	۱۳

لنڈن کے ایک ہوٹل میں ایک شخص سٹر آر تھرا ہی اقامت گزین ہے وہ اعلان کر رہا ہے کہ دنیا کا موجودہ دور ۱۲ جون کو ختم ہو جائیگا اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ اپنا روپیہ عیش و عشرت میں صرف کر دیں۔ یہ شخص خود گذشتہ پندرہ دنوں میں دو ہزار پونڈ خرچ کر چکا ہے۔ ایک اخباری نمائندہ سے دوران ملاقات میں اس نے کہا کہ میں نے بائیبل کا بغور مطالعہ کیا ہے اور میں اس کی تمام پیشگوئیوں پر ایمان رکھتا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے پیہم تباہیاں برس رہی ہیں اور لوگ سراسیمہ [illegible] ہو رہے ہیں ۱۲ جون کو حضرت مسیح آسمان سے نازل ہونگے گنہگاروں کو سزا دی جائے گی۔ اور انسان فرشتے بن کر آسمان کی طرف اڑنے شروع ہو جائینگے۔ سات سال تک یہ سلسلہ جاری رہیگا اس کے بعد دس ہزار برس تک عیسیٰ مسیح دنیا پر حکومت کرینگے۔

انڈین سول سروس ایسوسی ایشن نے پارلیمنٹری کمیٹی کے پاس ایک میمورنڈم بھیجا ہے جس میں مطالبہ کیا ہے کہ چونکہ وائٹ پیپر کی مجوزہ سکیم کے ماتحت آئین میں تبدیلیاں ہونے کا امکان ہے اس لئے سروس کے ممبران کو یقین دلایا جائے کہ اگر آئندہ آئین میں اعلیٰ عہدوں کو اڑا دیا گیا۔ یا شرح تبادلہ میں روپے کی قیمت گر گئی تو اس صورت میں سروس کے ممبران کے حقوق کو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا۔

متھرا میں ۳ جون کو ہندوؤں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اس امر کا اعلان کیا گیا کہ پنڈت مدن موہن مالویہ سناتنی نہیں۔ ایک قدامت پسند ہندو نے ایک ریزولیوشن پیش کیا جس کے ذریعہ چوہوں کو اچھوت ادہار تحریک کے چھینے کے فیصلہ پر مبارکباد دی گئی۔

سائبیریا سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ ۲۳ مئی کو منچوکو گورنمنٹ کی مسلح ریلوے پولیس نے ایک جاپانی افسر کی سرکردگی میں چینی مشرقی ریلوے کو سوویٹ علاقہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور ریلوے کے اہم ترین حصہ پر قبضہ کر لیا اس سے ریلوے کے کنٹرول کے متعلق روس اور منچوریا میں کشیدگی بڑھ گئی ہے۔

گاندھی جی کے متعلق پونا سے ۱۱ جون کو جو بلیٹن شائع ہوا اس میں لکھا ہے کہ آپ تسلی بخش طور پر ترقی کر رہے ہیں لیکن ابھی بہت عرصہ تک صحت کی نگرانی کرنے کی ضرورت باقی رہیگی۔ پھلوں کے رس اور ابلی ہوئی سبزیوں کے پانی کے ساتھ ملا ہوا بکری کا دودھ پینا آپ نے شروع کر دیا ہے

چینی ترکستان میں جو انقلاب حال ہی میں رونما ہوا ہے اس کے سلسلہ میں حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے محکمہ جات خارجہ اس امر کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں کہ وہاں کسی مسلمان کو برطانوی قونصل مقرر کیا جائے۔ تاکہ وہ چینی ترکستان میں بالشویک اثر کا سدباب کر سکے۔ اس سلسلہ میں باخبر حلقوں میں اور ناموں کے علاوہ سر آر جی بالڈ ہیملٹن اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کا نام بھی لیا جا رہا ہے۔ اول الذکر صاحب ایک نو مسلم انگریز ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان دونوں اصحاب کی معلومات چینی ترکستان اور حکومت برطانیہ کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں ممد ثابت ہونگی۔

شملہ سے ۵ جون کی اطلاع ہے کہ ۳ جون کو ریاست الور میں ریواڑی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر موضع سالار پور میں اہیروں اور میواتیوں میں فساد ہو گیا۔ جس میں چار اشخاص ہلاک اور ۱۲ مجروح ہوئے۔ سرکاری فوج سالار پور بھیج دی گئی ہے

آنریبل ملک سر فیروز خاں نون وزیر تعلیم پنجاب نے ۵ جون کو مسلم اینگلو اورنٹیل کالج امرتسر کی رسم افتتاح ادا کی

صوبہ سرحد میں خان صاحب پیر کریم بخش صاحب انسپکٹر ورنیکلر ایجوکیشن کو قائم مقام ڈائرکٹر محکمہ تعلیمات مقرر کیا گیا ہے آپ اس صوبہ میں پہلے ہندوستانی ہیں جو اس عہدہ پر فائز ہوئے۔

امریکہ نے امریکن روئی گندم اور آٹا کی خرید کے لئے چین کو پچاس ملین ڈالر قرض دینا منظور کیا ہے اس سے امریکہ کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ اس کی فالتو روئی اور گندم کا کچھ حصہ فروخت ہو جائیگا۔ اور چین کو یہ فائدہ ہوگا کہ اس کی اقتصادی حالت درست ہو جائے گی۔ یہ قرض تین سال کے لئے ہے اور اس پر ۵ فیصدی سالانہ سود ادا کرنا پڑیگا۔

واشنگٹن سے ۵ جون کی اطلاع ہے کہ پریذیڈنٹ روزویلٹ نے کانگرس کے تمام ممبران کو وائٹ ہاؤس میں بلا کر

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی